WWW.NAFSEISLAM.COM

تعارف
سُورۃ المطففین

نام : اس سورۂ پاک کا نام "المطففین" ہے جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں ایک رکوع، چھتیس آیتیں، ایک سو اٹھتر کلمات اور سات سو تیس حروف ہیں۔

نزول : حضرت ابن مسعود، ضحاک اور ان کے ہم خیال لوگوں کی رائے یہ ہے کہ یہ سُورت مکہ مکرمہ میں نازل ہُوئی لیکن حضرت ابنِ عباس کی رائے یہ ہے کہ اس کا نزول ہجرت کے فوراً بعد مدینہ طیبہ میں ہُوا۔ وہاں ایک تاجر تھا جس کا نام اُبوجہینہ تھا۔ اُس نے دو قسم کے باٹ رکھے ہُوئے تھے۔ جب کوئی جنس خریدتا تو اس کے لیے اور باٹ استعمال کرتا اور جب فروخت کرتا تو اس کے لیے دُوسرے باٹ لیکن صحیح قول یہی ہے کہ اس سورت کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔ ایک تیسرا قول بھی منقول ہے کہ اس کا نزول حالتِ سفر میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ہوا۔

مضامین : اصلاحِ معاشرہ کے لیے آخرت پر ایمان جو مؤثر کردار انجام دیتا ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ جو لوگ روزِ جزا پر پختہ یقین رکھتے ہیں اُن کی بظاہر نگرانی نہ بھی کی جائے تو وہ راستی اور دیانتداری کی راہ پر ثابت قدمی سے بڑھتے چلے جائینگے۔ کوئی لالچ اور کوئی خوف انہیں جادۂ حق سے سرِمُو منحرف نہیں کر سکتا۔ لیکن وہ معاشرہ جس کے افراد قیامت پر یقین نہیں رکھتے اُن میں طرح طرح کی خرابیاں بڑی آسانی سے راہ پالیتی ہیں۔ تھوڑا سا خوف اور تھوڑا سا لالچ انہیں راہِ راست سے بھٹکانے کیلیے کافی ہے۔ اہلِ مکہ چونکہ عام طور پر تجارت پیشہ تھے اس لیے لین دین میں ڈنڈی مارنا اُن کے ہاں عام مروج تھا۔ اس کی خرابی صرف یہی نہیں تھی کہ دُوسرے کی حق تلفی ہوتی تھی بلکہ انجام کار ایسا کرنے والے کی تجارت کا بھی ستیاناس ہو جایا کرتا تھا۔ اس لیے نظامِ کو وقوعِ قیامت کی ضرورت اور حکمت پر غور کرنے کے لیے اس سُورت میں جو دعوت دی جا رہی ہے۔ اس کی ابتداء "ویل للمطففین" سے کی اور انہیں بتایا کہ اگر وہ اس خبیث حرکت سے اپنی کاروباری سرگرمیوں کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو اس کی یہی ایک صورت ہے کہ وہ قیامت پر ایمان لے آئیں۔ اس صُورت میں کسی کی جرأت نہ ہوگی کہ اس بددیانتی کا ارتکاب کرے۔ اس کے بعد یہ بتایا کہ قیامت تو ہر حال میں برپا ہوگی لیکن جو لوگ اس کے برپا ہونے کا یقین نہیں رکھتے تھے۔ وہ ساری عمر بدکاری اور دھوکہ بازی میں برباد کر کے آئے۔ آج وہ اس کی سزا بھگتیں گے جو بڑی دردناک ہوگی لیکن جن لوگوں نے قیامت کے وقوع کو تسلیم کر لیا اور اس روزِ جزا کے مواخذہ سے ساری عمر ڈرتے رہے اور کبھی بھولے سے بھی غلط راستے پر قدم نہ رکھا۔ قیامت کے روز ان کی جس طرح عزت افزائی کی جائے گی اس کا دلکش منظر بھی پیش کر دیا۔

آخر میں کفار کی ایک خسیس حرکت کا تذکرہ کر دیا گیا کہ وہ خود ساری خرابیوں کا مجسمہ ہیں۔ اپنی غلاظتوں کو دیکھ کر انہیں کبھی ندامت نہیں ہوتی۔ بایں ہمہ اہل حق کو وہ بڑی حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہیں کنکھیوں سے اشارے کرتے ہیں۔ اللہ والوں کی تذلیل کے بعد جب گھر لوٹتے ہیں تو بڑے شاداں و فرحاں۔ گویا کوئی بڑا معرکہ سر کر کے آئے ہیں۔ خود بادیہ ضلالت میں بھٹک رہے ہیں اور گمراہی کا الزام اُن پاک طینت لوگوں پر لگاتے ہیں جن پر انسانیت فخر کرتی ہے اور دین حق کو بجا طور پر ناز ہے۔

نیو سنٹرل جیل سرگودھا

۷-۴-۷۷

سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَهِيَ سِتٌّ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۃ المطففین مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ — اس میں چھتیس آیات ہیں

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝۲

بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ۱ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔

۱ اہل لغت کہتے ہیں مُطَفِّف، طفیف سے ماخوذ ہے۔ وهو القليل، اس کا معنی قلیل ہے۔ مُطَفِّف کو اس لیے مطفف کہا جاتا ہے کہ وہ حق دار کو اس کا پورا حق نہیں دیتا بلکہ اس میں کمی کر دیتا ہے۔ زجاج نے اس کی اور وجہ بیان کی ہے لانه لا يكاد يسرق من المكيال والميزان الا الشيء الطفيف الخفيف۔ کہ یہ پیمانہ کو جھٹک کر یا ترازو میں ڈنڈی مار کر منوں کے حساب سے تو نہیں چراتا بلکہ تولے چھٹانک ہی ناحق مارتا ہے اس لیے اسے مُطَفِّف کہا۔

دور جاہلیت میں صرف عقائد میں ہی بگاڑ پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ معاملات اور کاروبار میں بھی بددیانتی اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ قرآن کریم نے صرف عقیدے کی اصلاح پر ہی زور نہیں دیا بلکہ معاملات میں دیانت و امانت کی بھی تلقین کی ہے۔ اہل مکہ جن کا پیشہ ہی تجارت تھا ان کے ہاں اس قسم کی خرابیاں اپنے شباب پر تھیں۔ اس کاروباری بددیانتی سے باز آنے کی جب نصیحت کی تو اس کے لیے بڑا پُرجلال انداز اختیار فرمایا کہ ویل للمطففین الخ یعنی ایسا کرنے والوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے اور ان کا مقدر رنج و اندوہ ہے۔ قيل الويل شدة الشر۔ وقيل الحزن والهلاك۔ آخرت میں تو اس کی جو سزا ملے گی وہ ملے گی اس دنیا میں ہی اس کے برے اثرات کاروبار کو ٹھپ کر کے رکھ دیں گے۔ جب لوگوں کو اس کی بددیانتی کا پتہ چلے گا تو کوئی گاہک اس کی دکان کا رخ نہ کرے گا اور یہ سارا دن بیٹھا مکھیاں مارتا رہے گا۔ انجام کار غربت و تنگدستی اس کا مقدر بن جائے گی۔ صرف وہی تاجر کامیاب ہوتا ہے جس کی دیانت داری پر لوگوں کو پورا اعتماد ہو۔ صرف اُخروی کامیابی ہی نہیں تمہاری دنیوی فلاح کا انحصار بھی اسی پر ہے کہ تم ایسی حرکتیں چھوڑ دو۔ قرآن کریم میں جابجا اس فعل شنیع سے باز آنے کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا جہاں تذکرہ ہے وہاں بتایا گیا ہے کہ انہیں کاروباری بددیانتی کی پاداش میں برباد کر دیا گیا۔

اس قسم کے جرائم کی پوری سزا تو قیامت کو ہی ملے گی لیکن ان کے برے اثرات اس دنیا میں بھی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور ان کی نوعیت اتنی سنگین ہوتی ہے کہ انسان کو دن میں ہی تارے نظر آنے لگتے ہیں۔ ایک حدیث پاک سماعت فرمائیے:

قال ابن عباس قال النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم خمس بخمس ما نقض قوم العهد الا سلط الله عليهم عدوهم ولا حكموا بغير ما انزل الله الا فشا فيهم الفقر وما ظهرت الفاحشة فيهم الا ظهر فيهم الطاعون وما طففوا الكيل الا منعوا النبات واخذوا بالسنين ولا منعوا الزكاة الا حبس الله عنهم المطر (قرطبی عن بزار)

ترجمہ: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان پانچ چیزوں پر یہ پانچ سزائیں ملتی ہیں۔ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن مسلط کر دیتا ہے۔ جو قوم احکام الٰہی کے خلاف فیصلہ کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان کو تنگ دست کر دیتا ہے۔ جس قوم میں

وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰٓئِكَ أَنَّهُمْ

اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو ان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیا وہ اتنا خیال بھی نہیں کرتے کہ انہیں

مَّبْعُوثُونَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٦﴾

قبروں سے اٹھایا جائے گا ایک بڑے دن کے لیے ۲؎ جس دن لوگ (جواب دہی کے لیے) کھڑے ہوں گے پروردگارِ عالم کے سامنے۔

كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ﴿٧﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سِجِّينٌ ﴿٨﴾

یہ حق ہے کہ بدکاروں کا نامۂ عمل سجین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا خبر کہ سجین کیا ہے۔

كِتٰبٌ مَّرْقُومٌ ﴿٩﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ

یہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی ۳؎ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ جو جھٹلاتے ہیں

بدکاری عام ہو جاتی ہے اس میں طاعون پھیل جاتی ہے اور جو قوم اپنے ناپ تول میں کمی کرتی ہے وہاں زرعی پیداوار میں برکت ختم ہو جاتی اور قحط سالی پھیل جاتی ہے۔ جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی اللہ تعالیٰ ان پر بارش نازل نہیں کرتا۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ اس عادت کا بری طرح شکار تھے جب انہوں نے یہ آیت سنی تو توبہ کی اور آج تک اہل مدینہ میں کوئی تاجر کم تولنے اور کم ناپنے کا مرتکب نہیں ہوتا۔

۲؎ ان کفار کے دل میں روزِ قیامت کی بازپرس کا کوئی خوف نہیں۔ اگر اس بڑے خوفناک اور ہولناک دن کی آمد پر ان کا ایمان ہوتا جب اگلے پچھلے سب لوگ بارگاہِ الٰہی میں حاضر کیے جائیں گے اور ان سے ان کی بداعمالیوں پر بازپرس ہوگی تو یہ لوگ اس طرح بے خوف ہو کر ان جرائم کا ارتکاب نہ کرتے۔

۳؎ وہ یہ نہ سمجھیں کہ قیامت تو عرصہ دراز کے بعد برپا ہوگی۔ اس وقت تک کسے یاد رہے گا کہ کس نے کیا کیا اور وہ صحیفے جن میں ان کے اعمال لکھے جا رہے ہیں وہ بھی بوسیدہ ہو کر پھٹ جائیں گے۔ ان کی اس غلط فہمی کو دور کیا جا رہا ہے کہ ان کے لیے ایک بہت بڑا دفتر ہے جس کا نام سجین ہے۔ جب یہ مر جائیں گے اور ان کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جائے گا تو ان کے تمام اعمال اس بڑے دیوان میں محفوظ کر دیے جائیں گے اس لیے ان کے کرتوتوں کے فراموش ہونے یا ان صحائف کے بوسیدہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سجین کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن جب خود قرآن نے اس کی وضاحت کر دی کہ یہ اس کتاب کا نام ہے جس میں ان کے اعمال سپردِ قلم کر کے محفوظ کر دیے جائیں گے تو پھر مزید چھان بین کی ضرورت نہیں۔ اس لیے ان آیات میں سجین سے وہ دیوان مراد ہے جہاں اہل جہنم کے اسماء اور ان کے اعمال مندرج ہوں گے۔ بعض احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سجین ایک جگہ کا نام ہے جہاں دوزخیوں کی روحیں محبوس

يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا

روزِ جزا کو ۔ اور نہیں جھٹلایا کرتا اسے مگر وہی جو حد سے گزرنے والا گنہگار ہے ۔ جب

تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ

پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں ۔ نہیں نہیں درحقیقت زنگ چڑھ گیا ہے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ

ان کے دلوں پر ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے ۲ے یقیناً انہیں اپنے رب (کے دیدار) سے اس دن

ہوں گی اس لیے علامہ آلوسی لکھتے ہیں وفی الکشف لا یبعد ان یکون السجین علم الکتاب و علم الموضع ایضا جمعا بین ظاہر الآیۃ و ظاہر الاخبار۔ الکشف میں ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس کتاب کا نام بھی سجین ہو اور اس مقام کا نام بھی سجین ہو جہاں کفار کی روحیں ہیں تاکہ آیت اور اخبار میں کسی قسم کا تعارض نہ رہے۔ (روح المعانی)

۲ے علامہ ابن منظور رَیْن کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں الرَّیْنُ، الصدأ الذی یعلو السیف والمرآۃ والرین کالصدأ یغشی القلب وقال الحسن ہو الذنب علی الذنب حتی یسود القلب۔ (لسان العرب) یعنی رَین اس زنگار کو کہتے ہیں جو تلوار یا آئینہ کو لگ جاتا ہے۔ جو غبار دل کو زنگار کی طرح ڈھانپ لیتا ہے اس کو بھی رَین کہتے ہیں۔ حسن بصری فرماتے ہیں پے در پے گناہ کرنے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس سیاہی کو رَین کہتے ہیں۔ اس کی وضاحت حدیث شریف میں بھی آئی ہے۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان العبد اذا اذنب ذنبا نکتت فی قلبہ نکتۃ سوداء فان تاب ونزع واستغفر صقل قلبہ وان عاد زادت حتی تعلو قلبہ فذلک الرین الذی ذکر اللہ تعالیٰ فی القرآن بل ران علی قلوبہم الخ۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بندہ جب گناہ کرتا ہے تو دل پر ایک سیاہ داغ بن جاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کرے اس گناہ سے باز آجائے اور استغفار کرے تو دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر بار بار وہ گناہ کرتا ہے تو وہ داغ بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ سارے دل کو گھیر لیتے ہیں۔ یہی وہ رَین ہے جس کا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

جس طرح نیک اعمال کے نتیجہ میں نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ آئینۂ دل شفاف ہو جاتا ہے اسی طرح بدکاریوں اور نافرمانیوں کے باعث دل کا آئینہ گرد آلود ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی چمک بالکل ناپید ہو جاتی ہے۔ ان آیات میں بتایا جا رہا ہے کہ ان سرکشوں کا آئینۂ دل تاریک ہو گیا ہے ان کی فطرت سلیمہ مسخ ہو چکی ہے اسی لیے یہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھوٹی کہانیاں اور بے سروپا افسانے خیال کرتے ہیں اور بڑی بے حیائی سے وقوعِ قیامت کا انکار کر رہے ہیں اور اس انکار کی وجہ سے یہ گناہوں کی دلدل میں پھنستے چلے جا رہے ہیں۔

لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي

روک دیا جائے گا شہ پھر وہ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے پھر ان سے کہا جائے گا یہی وہ جہنم ہے

كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَ

جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یہ حق ہے نیکوکاروں کا صحیفہ عمل علیین میں ہوگا۔ اور

مَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾

تمہیں کیا خبر کہ علیون کیا ہے سے یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ (حفاظت کے لیے) دیکھتے رہتے ہیں اسے مقربین۔

شہ ان نافرمانوں کو دیدار الٰہی کی نعمت عظمیٰ سے اس دن محروم کر دیا جائے گا۔ ان کے سامنے ان کے گناہ حجاب بن کر آڑے آ جائیں گے۔ اولیاء اللہ جب لذت دیدار سے شادکام ہو رہے ہوں گے یہ بدنصیب ان حجابات کے پیچھے سر پیٹ رہے ہوں گے اور اپنی قسمت کو کوس رہے ہوں گے۔

سے جس دیوان میں ابرار و صالحین کے اعمال حسنہ لکھ کر محفوظ کر دیے جائیں گے اس کا نام علیین ہے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ علیین سبز رنگ کی زبرجد کی ایک لوح ہے جو عرش کے ساتھ معلق ہوگی اور اس میں صالحین کے اعمال مکتوب ہوں گے۔ اس مقام پر علامہ ثناء اللہ پانی پتی نے ایک بحث لکھی ہے جس کا خلاصہ ہدیہ قارئین ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

بعض احادیث میں مذکور ہے کہ شہداء اور مومنین کی ارواح جنت کے سبز رنگ پرندوں میں ہوں گی اور بعض احادیث میں آیا ہے کہ مومن کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ مثلاً بخاری شریف میں موجود ہے کہ شب اسریٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا۔ احادیث میں اس تعارض کا کیا جواب ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان متعارض احادیث کی تطبیق اس طرح ہے مومنین کی ارواح کا مستقر ٹھہرنے کی جگہ، تو علیین میں ہے یا ساتویں آسمان میں اور کفار کی روحوں کا ٹھکانا سجین میں ہے۔ ومع ذلک لکل روح منہا اتصال بالجسد فی قبرہ والایدرک کنہ الا اللہ وبذلک الاتصال یسمع سلام الزائر ویجیب الملک والنکیر ونحو ذلک۔ یعنی اس کے باوجود ہر روح کا اپنے جسم کے ساتھ اپنی قبر میں ایک تعلق ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اسی تعلق کی وجہ سے میت اپنے زائر کے سلام کو سنتی ہے اور منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دیتی ہے۔ اسی طرح دوسرے احوال جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد علامہ موصوف اس کی ایک مثال دیتے ہیں کہ جبریل کا اصل مقام تو آسمانوں میں ہے لیکن وہاں ہوتے ہوئے وہ بارگاہ رسالت کے اس قدر نزدیک ہوتا کہ اپنے ہاتھ حضور کی رانوں پر رکھ دیتا۔

علیون کے اعراب کے بارے میں فراء کا قول بھی سن لیجیے۔ قال الفراء ھو اسم موضوع علی صفة الجمع ولا واحد لہ من لفظہ کقولک عشرون وثلاثون۔ یعنی یہ اسم ہے جو جمع کے معنی پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ اس کے اپنے لفظ سے اس کا کوئی واحد نہیں

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي

بے شک نیکوکار راحت و آرام میں ہوں گے۔ پلنگوں پر بیٹھے (مناظر جنت کا) نظارہ کر رہے ہوں گے ۶؎ آپ پہچان لیں گے

وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ

ان کے چہروں پر راحتوں کی شگفتگی۔ انہیں پلائی جائے گی سربمہر خالص شراب اس کی مہر

مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن

کستوری کی ہوگی۔ اس کے لیے سبقت لے جانے کی کوشش کریں سبقت لے جانے والے ۸؎ اس میں تسنیم کی

تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا

آمیزش ہوگی ۹؎ یہ وہ چشمہ ہے جس سے صرف مقربین پئیں گے۔ جو لوگ جرم کیا کرتے تھے

جیسے عشرون، ثلاثون۔ حالت رفعی میں علیون اور نصبی وجری میں علیین ہوگا۔

۶؎ ابرار و صالحین کے ساتھ جو لطف و کرم فرمایا جائے گا اس کا بیان ہو رہا ہے۔

رحیق: پاکیزہ اور صاف شراب کو کہتے ہیں۔ مقاتل نے کہا ہے الرحیق: الخمر العتیقة البیضاء الصافیة من الغش النیرة (قرطبی) یعنی پرانی شراب جس کا رنگ سفید ہو ہر مل سے پاک اور چمکدار ہو اسے رحیق کہتے ہیں۔ ختامہ مسک: اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بوتلیں مٹکوں میں رکھی ہوئی ہوگی، وہ سربمہر ہوں گے اور مہر بھی کستوری کی لگی ہوگی تاکہ کوئی دوسرا آدمی ان کو ہاتھ تک نہ لگا سکے۔ جب بندگان خاص وہاں تشریف لے جائیں گے تو یہ مشک سے سربمہر کیے ہوئے مٹکے کھولے جائیں گے اور خوبصورت نقرئی جاموں میں ڈال کر یہ شراب انہیں پیش کی جائے گی۔ بعض نے کہا ہے کہ مختوم کا معنی ممزوج ہے۔ یعنی اس میں خالص کستوری ملی ہوگی۔ دنیا کی شرابوں کی طرح اس سے بدبو نہیں اٹھ رہی ہوگی اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس شراب کا آخری گھونٹ پئیں گے تو انہیں یوں محسوس ہوگا کہ اس میں مشک گھول دی گئی ہے اور تادیر یہی مہک انہیں محسوس ہوتی رہے گی۔

۸؎ تنافس: تسابق۔ (لسان) یعنی اگر تم کسی چیز کے حصول میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہو تو یہ نعمت اس قابل ہے کہ اس کی طرف تم ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ وفی ذلک فلیتبادر المتبادرون (قرطبی)

۹؎ اس شراب میں تسنیم کے چشمہ کا پانی ملایا جائے گا۔ جنت کی تمام شرابوں سے یہ اعلیٰ درجہ کی شراب ہوگی۔ یہ نہروں میں عام نہ بہہ رہی ہوگی بلکہ بلوریں مٹکوں میں بند ہوگی جو کستوری سے سربمہر ہوں گی۔ ان میں بلندیوں سے بہہ کر آنے والے چشمے تسنیم کا پانی ملا دیا جائے گا اور اس چشمہ شیریں کا پانی بھی ہر ایک کو پینا نصیب نہیں ہوگا بلکہ صرف مقربین کے لیے

كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾

وہ اہل ایمان پر ہنسا کرتے تھے ۱۰ اور جب ان کے قریب سے گزرتے تو آپس میں آنکھیں مارا کرتے

وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا

اور جب اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے واپس آتے ۔ اور جب وہ مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ

یقیناً یہ لوگ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں ۱۱ حالانکہ وہ اہل ایمان پر محافظ بنا کر تو نہیں بھیجے گئے تھے ۱۲ پس آج

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

مومنین کفار پر ہنس رہے ہیں (عروسی پلنگوں پر بیٹھے (کفار کی خستہ حالی کو) دیکھ رہے ہیں ۱۳

هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع

کیوں کچھ بدلہ ملا کفار کو اپنے کرتوتوں کا، جو وہ کیا کرتے تھے ۔

مخصوص ہی ہوگا۔

۱۰ اب پھر ان مجرموں کی سنگدلی اور خبث طینی کا ذکر ہو رہا ہے۔ اہل ایمان کو دیکھ کر ان کا مسخر اڑاتے اور ایک دوسرے کو آنکھیں مار مار کر اشارہ بازی کرتے ہیں۔ جب مسلمانوں کی دل آزاری کرنے اور جی بھر کر ان پر پھبتیاں کسنے کے بعد یہ بے فکرے اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں تو دل لگیاں کرتے جاتے ہیں، گویا کوئی بڑا قلعہ فتح کر کے گھر لوٹ رہے ہیں۔ یتغامزون: یغمز بعضھم بعضا ویشیرون باعینھم۔ (قرطبی)

۱۱ مسلمانوں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو راہ راست سے بھٹک گئے ہیں، اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑ بیٹھے ہیں، اپنے خاندانی معبودوں سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔

۱۲ اللہ تعالیٰ ان کی ان کمینہ حرکتوں پر تنبیہ فرماتے ہیں کہ تمہیں ان لوگوں کی کیا فکر ہے۔ تم ان کے بارے میں کیوں ہر وقت چہ میگوئیاں کرتے رہتے ہو کیا تم ان کے نگران ہو، کیا تم پر ان کو راہ راست پر چلانے کی ذمہ داری عائد ہے۔ تم اپنی خیر مناؤ، اپنے انجام کا خیال کرو۔ ان درویشوں کو خواہ مخواہ کیوں دق کرتے ہو۔ ان کا دل دکھانے سے تمہیں کیا ملے گا۔

۱۳ جب قیامت کا دن آئے گا، اس دن کفار روئیں گے، اپنی بربادیوں پر آہ و فغاں کریں گے اور میرے محبوب کے یہ

پر ملنے اپنی ابدی فوز و فلاح پر خوش ہو رہے ہوں گے۔ اپنے زرنگار پلنگوں پر بیٹھے ہوئے کفار کی تباہ حالیوں کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے۔
اس وقت سب کو پتہ چل جائے گا کہ منکرین نے جو کرتوت کیے تھے ان کا کس طرح انہیں پورا پورا بدلہ مل رہا ہے۔

○

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ و
اصحابہ اجمعین۔
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

○